آندھرا پردیش اسٹیٹ اردو اکیڈمی، محکمۂ اقلیتی بہبود، حکومتِ آندھرا پردیش

یادگاری مجلّہ

ساونیر

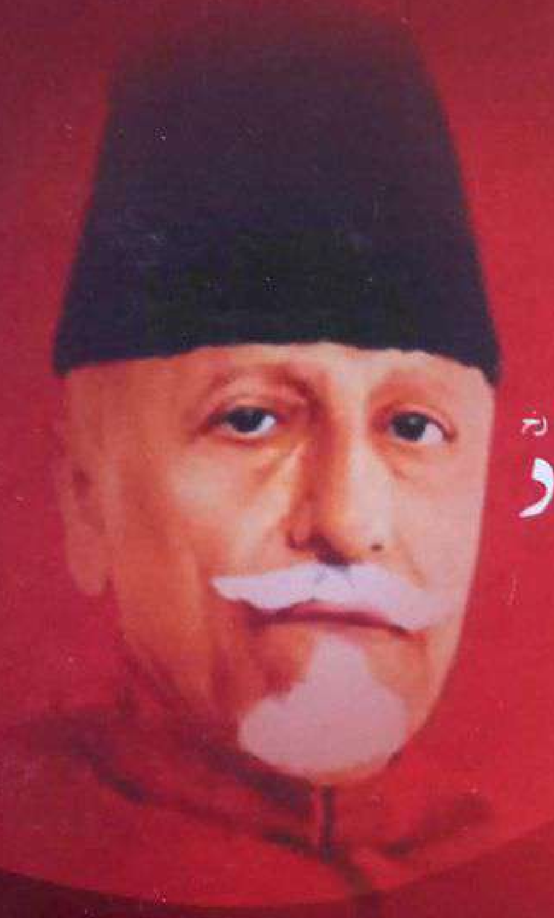

مولانا ابوالکلام آزادؒ

بتاریخ 11؍نومبر 2018ء مولانا آزاد کا 131 ویں یومِ ولادت
قومی یومِ تعلیم اور یومِ اقلیتی بہبود کے موقعہ پر شائع کردہ یادگاری مجلہ

آندھرا پردیش اسٹیٹ اردو اکیڈمی، وجئے واڑہ

فہرست

۱	عرضِ مرتب	ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری	7
۲	مولانا آزاد ایک عظیم مفکر و دیدہ ور	پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ	8
۳	مولانا ابوالکلام آزاد کی ادبی خدمات	پروفیسر ستار ساحر	13
۴	ابوالکلام آزاد اور ان کا شاہکار ترجمان القرآن	ڈاکٹر سید وحید کوثر	17
۵	سیکولر ہندوستان کے معمار مولانا آزاد	ڈاکٹر سید نجی اللہ	22
۶	مولانا ابوالکلام آزاد بحیثیت صحافی	ڈاکٹر محمد نثار احمد	26
۷	مولانا آزاد کی تحریروں میں طنز و مزاح	ڈاکٹر محمد امین اللہ	30
۸	میں ابوالکلام آزاد ہوں	ڈاکٹر محمد اسلم فاروقی	34
۹	مولانا آزاد اور فلاحِ انسانیت	ڈاکٹر نشاط احمد عمری	38
۱۰	مولانا آزاد اور مولانا محمد علی جوہر	ڈاکٹر شیخ فاروق باشا عمری	40
۱۱	مولانا آزاد بحیثیت وزیر تعلیم	ڈاکٹر ایس. محمد یاسر	46
۱۲	مولانا آزاد۔نہرو کی نظر میں	ڈاکٹر شاذیہ بیگم	50
۱۳	مولانا آزاد کے تعلیمی تصورات	محمد فیض اللہ	53
۱۴	مولانا آزاد بحیثیت شاعر	ڈاکٹر سید فتح اللہ بختیاری عمری	59
۱۵	مولانا ابوالکلام آزاد کا فنِ حدیث میں تبحر	ڈاکٹر ابوبکر ابراہیم عمری	62
۱۶	امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی شانِ خطابت	محمد نقی اللہ خان	65
۱۷	سیکولرازم اور متحدہ قومیت کے علمبردار	ش.م. ہاشم طلیق عمری	72
۱۸	مولانا آزاد بحیثیت ماہر تعلیم	ستار فیضی	78
۱۹	مولانا آزاد مکاتیب کے آئینے میں	ایس.ٹی. نوراللہ	81
۲۰	مولانا آزاد کا شعری شغف	سردار ساحل	85
۲۱	مولانا آزاد کی خدماتِ جلیلہ	سید شکیل احمد شکیل	88
۲۲	مولانا آزاد بحیثیت مجاہدِ آزادی	امام قاسم ساقی	90
۲۳	مولانا آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن	حافظ ڈی. عبدالعلیم عمری	92
۲۴	مولانا آزاد کی تفسیر اور اس کا انتساب	شاہ جہاں بیگم گوہر کرنولی	95
۲۵	سیاسی شعور کی بیداری میں الہلال کا کردار	شیخ انور ہادی	100
۲۶	مولانا آزاد کی نظر میں اسلام کا پیغامِ امن	ڈاکٹر حکیم رئیس فاطمہ	103
۲۷	مولانا آزاد کا سیاسی رول	ڈاکٹر آمنہ آفرین	105
۲۸	مولانا آزاد: ملت کے غم گسار	رفعت آسیہ شاہین	107
۲۹	مولانا آزاد پر تحقیق کے امکانات	ظہیر دانش عمری	109
۳۰	آزاد شناسی کے لوازم اور فکرِ آزاد کی معنویت	ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری	112

عرضِ مرتب

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؔ ایک عظیم عبقری، نابغہ، عہد ساز اور عہد آفرین شخصیت کا نام ہے، جو ایک تاریخ بھی ہے، تاریخ کا ایک باب بھی ہے، تاریخ ساز بھی ہے۔

ہندوستان کے تمام ۔۔۔ن، مولانا ابوالکلام آزاد کے مرہونِ منّت، ممنونِ کرم اور احسان مند ہیں۔ جو قوم اپنے محسنوں کو فراموش کر دیتی ہے، تاریخ بھی اس قوم کو فراموش کر دیتی ہے۔

مولانا آزادؔ ایک ایسی جامع شخصیت کا نام ہے جسے قسّامِ ازل نے متنوع کمالات کا جامع بنایا تھا۔ عالم، مفسّر، محدث، فقیہہ، موّرخ، فلسفی، متکلم، مفکّر، ادیب، صحافی، انشا پرداز، نقادؔ، دانشور، سیاست دان، ماہرِ تعلیم ...... الغرض مولانا ابوالکلام آزادؔ کی شخصیت فطرت کا ایک ایسا حسین گلدستہ تھی جسے قدرت نے ان گلہائے رنگا رنگ سے سجایا تھا جو باہم موزون و متناسب تھے۔

مولانا آزادؔ دنیائے ادب میں بطورِ بے نظیر صاحبِ اسلوب نثر نگار، بے بدل قلمکار، بے باک صحافی، بے مثل خطیب، دلچسپ ۔۔ب نگار، تذکرہ نگار اور دانشور نقّاد کی حیثیت سے معروف ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کو قدرت نے عبقری بنایا تھا۔ آپ کو فہم و فراست، حکمت و تدبّر، ذہانت و ذکاوت، بذلہ سنجی و معاملہ فہمی، نکتہ شناسی و نکتہ آفرینی کا حظِ وافر بارگاہِ ایزدی سے ودیعت ہوا تھا، جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت ''نابغہ عصر'' کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس ساونیر کے لیے احباب سے رابطہ کیا گیا۔ سوائے چند ایک کے کسی کے پاس مولانا آزاد پر مضمون نہیں تھا۔ سبھی نے فوراً لکھا اور ارسال کیا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ مولانا آزاد کی حیات و خدمات کے تقریباً تما پہلوؤں پر مضامین جمع ہو جائیں۔ بہر حال جو ہو سکا، آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کی جانب سے ایک یادگاری مجلّہ کی اشاعت فالِ نیک ہے۔ مستقبل میں اکیڈمی میں لا تعداد کتابیں، رسائل و جرائد شائع ہوں گے۔ بحمد اللہ، لکھنے والے بھی موجود ہیں۔ میں اردو اکیڈمی کے اربابِ مجاز کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ تمام قلمی معاونین کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، اگر ان کا تعاون نہ ہوتا، تو نہ مضامین موصول ہوتے اور نہ ہی یہ یادگاری مجلّہ شائع ہو سکتا۔ لہٰذا اس مجلّہ کے تمام شرکاء کی خدمت میں اردو اکیڈمی کی اربابِ مجاز کی جانب سے اور میری اپنی جانب سے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری

ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری
شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج، رائے چوٹی

آزاد شناسی کے لوازم اور فکرِ آزاد کی عصری معنویت

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی جامع الکمالات اور متنوع الجہات شخصیت کے مختلف ابعاد، فکری زاویے اور فکر و نظر کے رویے خصوصی توجہ والتفات کے متقاضی ہیں۔ آپ کی شخصیت کی نشو و نما اور ذہنی و فکری ارتقاء کے تفصیلی مطالعہ اور تجزیہ کے بغیر آپ کی شخصیت کا مطالعہ نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا آزاد کی عظیم عبقری شخصیت کی تشکیل میں آپ کے تہذیبی ورثہ، اسلامی فکر و فلسفہ، تاریخی شعور، ملّی تناظر، قرآنی بصیرت، فقہی ژرف نگاہی، عالمی تناظر میں اقوام و ملل کی تاریخ سے گہری واقفیت جیسے اجراء وعناصرِ ترکیبی موجود ہیں۔

آزاد شناسی ایک طویل الذیل موضوع ہے جس کے بہت سے پہلو ہیں۔ مولانا آزاد کی شخصیت کے مطالعہ کے کئی زاویے ہیں۔ ایسی شخصیات نابغۂ عصر اور عبقریٔ دہر ہوا کرتی ہیں اور ان کی فکر صدیوں پر محیط ہوا کرتی ہے۔ دین و دانش، علم و ادب، شعر و سخن، ادب و انشاء کی مختلف سمتوں کے علاوہ فکر و نظر اور فلسفہ و نظریہ کے اعتبار سے بھی آزادیات کے مباحث انتہائی غور و فکر اور خاص توجہ والتفات کے طالب ہیں۔ مولانا آزاد کی شخصیت اور فکر و نظر کے مختلف ابعاد اور جہات ہیں۔ بحیثیت مفسر قرآن، بحیثیت عالم دین، بحیثیت خطیب، بحیثیت نظریہ ساز، بحیثیت ادیب، بحیثیت شاعر، بحیثیت صحافی، بحیثیت انشاء پرداز، بحیثیت مفکر، بحیثیت مدبر، بحیثیت متکلم، بحیثیت مؤرخ، بحیثیت مجاہد آزادی، بحیثیت تحریک آزادی کے سرخیل، بحیثیت علمبردار ایک قومی نظریہ، بحیثیت وزیر عبوری حکومت، بحیثیت اولین وزیر تعلیم حکومتِ ہند۔ اور فی الواقع ہر ایک پہلو ایک طویل الذیل پہلو رکھتا ہے۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار و نظریات کی اہمیت و افادیت مسلّم ہے، لیکن دورِ حاضر میں اس کی معنویت بہت بڑھ گئی ہے؛ وسیع المشربی، بلند اخلاقی، عقلیت پسندی، فکری اعتدال، وسعتِ نظری، رواداری، اور صلح کل کی اشد ضرورت ہے۔ آج عدم معقولیت اور جذباتیت کا دور دورہ ہے۔ سنجیدگی اور متانت تو اہلِ علم میں بھی مفقود ہوتی جارہی ہے۔ تجرِ علمی اور تحقیق و تدقیق کا جیسے قحط عام ہے اور علم و ادب کے ذوقِ سلیم کا کال ہے۔ سلفِ صالحین کے اخلاقِ حسنہ اور ان کے طرزِ عمل کے فقدان کے سبھی شاکی ہیں، لیکن کوئی بھی عملی طور پر اخلاقِ عالیہ کو اپنانا نہیں چاہتا۔ اسلاف کی عظمتِ رفتہ کے گُن تو سبھی گاتے ہیں لیکن اس ماضی کی بازیافت کے لیے عملی اقدامات نہیں کئے جاتے۔ مولانا آزاد کو اپنے ماضی کا پختہ شعور اور عمیق مطالعہ تھا۔ آپ کے اسی تاریخی شعور اور وسعتِ مطالعہ نے آپ کی شخصیت میں وسیع المشربی اور وسعتِ نظری پیدا کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا آزاد محض ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک ذہن و فکر اور دبستانِ فکر کا نام ہے۔

افکارِ آزاد کی معنویت دورِ حاضر میں کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ عالمِ اسلام، بالخصوص ہندوستان میں مولانا آزاد کے افکار و نظر

بات کی بہت ضرورت ہے۔آپ نے جس عالمی تناظر میں حالات اور واقعات کو دیکھا اور اپنے فہم و تدبر اور فراستِ ایمانی سے اس کا تجزیہ کیا، اس کی ضرورت و اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ دورِ حاضر میں ہے۔

کسی بھی شخصیت کے مطالعہ کے لیے اس کے عہد اور حالات و ماحول اور اس زمانے کا مطالعہ ضروری ہے، مولانا آزاد بھی برطانوی ہندوستان کی شخصیت تھے اور آپ کی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ برطانوی سامراج سے حصولِ آزادی کی جد و جہد میں گذرا۔آپ کے فکر و نظر کا تناظر صرف ہندوستان یا پورا برصغیر اور عالم اسلام ہی نہیں بلکہ عالمی آفاقی تھا۔لہذا کسی تحدید کے ساتھ مولانا آزاد کا مطالعہ دیانت و انصاف کے خلاف ہوگا۔آپ کی نگارشات، رشحاتِ قلم یا خطابات و مکتوبات کو کسی بھی محدود تناظر میں دیکھنا آپ کے ساتھ ظلم عظیم کے مترادف ہوگا۔

آزاد شناسی کے لیے آپ کے اسلامی تعلیمات سے واقفیت اور اسلامی فکر و فلسفہ سے آگہی ضروری ہے۔ادبیاتِ عربی و فارسی سے واقفیت کے بغیر مولانا آزاد کی تحریروں کو سمجھنا مشکل ہے۔آپ کی مخصوص افتادِ طبع اور مزاج سے واقفیت بھی ضروری ہے۔آپ کی تصانیف ادبِ عالیہ میں شمار کی جاتی ہیں اور ان کے مطالعہ کے لیے تبحرِ علمی درکار ہے۔اس کی تفہیم اور تشریح کے لیے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

مولانا آزاد کا تصوف و معرفت اور سلوک و احسان سے بھی گہرا تعلق تھا۔آپ نے ایک متصوفانہ خاندان میں آنکھیں کھولیں۔غلو آمیز عقیدت اور والہانہ اعتقاد کے ماحول میں بھی آپ نے اپنی راہ الگ نکالی۔عرفان و معرفت کے حامل خانوادہ کے فردِ فرید ہونے کے باوجود ہمیشہ معقولیت اور علمیت و استدلال ہی آپ کی اولین ترجیح رہی۔

مطالعۂ قرآن اور تدبرِ قرآن کے لیے مولانا آزاد نے منہجِ سلف کو اختیار کیا۔منقول اور معقول کے امتزاج کے ساتھ تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے میں ایک معتدل و متوازن روش اختیار کی، جو صرف آپ ہی کا خاصہ تھا۔ترجمان القرآن سے آپ کی قرآنی بصیرت اور معرفتِ وحیٔ خداوندی آشکار ہوتی ہے۔آپ کے غور و فکر اور تفکر و تدبر کی بنیاد ہی قرآنِ حکیم پر ہے۔آپ کی تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ الٰہی کے معانی و مطالب تک رسائی کے لیے کئی علوم و فنون سے واقفیت کے ساتھ غور و فکر اور تفکر و تدبر کی ضرورت ہے۔ ترجمان القرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

> ''مصنف ترجمان القرآن کی یہ دیدہ وری داد کے قابل ہے کہ انھوں نے وقت کی روح کو پہچانا اور اس فتنِ فرنگ کے عہد میں اسی طرز و روش کی پیروی کی جس کو ابن تیمیہ اور ابن قیم نے پسند کیا تھا اور جس طرح انھوں نے اس عہد کے مسلمانوں کی تباہی کا راز فلسفۂ یونان کی دماغی پیروی کو قرار دیا' اسی طرح اس عہد کے مسلمانوں کی بربادی کا سبب ترجمان القرآن کے مصنف نے فلسفۂ یونان و فرنگ کی ذہنی غلامی کو قرار دیا اور نسخۂ علاج وہی تجویز کیا کہ کلام الٰہی کو رسول کی زبان و اصطلاح اور فطرت کی عقل و فلسفہ سے سمجھنا چاہیے۔'' (ابوسلمان شاہجہانپوری، ابوالکلام آزاد، بحیثیت مفسر و محدث، ص:۲۱-۲۲)

مولانا آزاد نے اپنی تفسیر میں حقیقی اسلامی روح کو پیش کرنے کی کوشش کی۔آپ کی نظر میں عجمیت اور یونانیت کے

زیر اثر اسلام کی جو تعبیرات کی گئی ہیں اور اسلام کی جن تفہیمات وتشریحات کو پیش کیا گیا ہے، ان میں یونانیت اور عجمیت کا عنصر غالب ہے۔آپ نے اپنی کتاب تذکرہ میں اپنی تفسیر کی پہلی جلد ام الکتاب سورۂ فاتحہ کے بارے میں ایک جگہ یوں لکھا ہے:

''شرحِ حقیقتِ تحریف شریعت علی الخصوص فتنتین عظمتین یونانیت وعجمیت کے لیے مقدمہ تفسیر باب بست وکیم اور تفسیر فاتحہ الکتاب کو دیکھنا چاہیے۔'' (ابوالکلام آزاد، تذکرہ ۵۹۱)

مولانا آزاد کی فکر جس ایک قومی نظریہ کی بنیاد پر تھی اور آپ نے قومیت کے جس تصور کو اختیار کیا، اس کی معنویت اور افادیت آج بھی برقرار ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں پیدا ہونے والے حالات میں اگر مولانا آزاد اور آپ کی فکر کے حاملین نہ ہوتے تو منظر نامہ ہی بدل گیا ہوتا۔ آزاد ہندوستان کی اولین کابینہ کے ایک بااختیار وزیر کی حیثیت سے آپ نے جو کردار نبھایا ہے، اسے کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ متحدہ قومیت کے علمبردار کی حیثیت سے آپ نے ہندوستان کے سیکولر کردار اور متحدہ قومیت کی ہمیشہ وکالت کی اور بلاشبہ آپ ایسے قائدین ہی نے وہ بنیادیں فراہم کیں جن کی بنیاد پر آج ہندوستان کی عمارت قائم ہے۔ آپ نے رام گڑھ کے کانگریس کے ایک اہم اجلاس میں جو وقیع خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کے ایک اقتباس سے آپ کے ''تصورقومیت'' کی وضاحت ہوتی ہے:

''میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں، اسلام کے تیرہ سو برس کی شاندار روایتیں میرے ورثے میں آئی ہیں۔ میں تیار نہیں ہوں کہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں، اسلام کی تعلیم، اسلام کی تاریخ، اسلام کے علوم وفنون، اسلام کی تہذیب میری دولت کا سرمایہ ہے اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں، بہ حیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی اور کلچرل دائرے میں اپنی خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کرسکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے، لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس بھی رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا، اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی، بلکہ وہ اس راہ میں میری رہنمائی کرتی ہے، میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں، میں ہندوستان کی ایک ناقابل تقسیم متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوں، میں اس متحدہ قومیت کا ایک ایسا عنصر ہوں جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورا رہ جاتا ہے، میں اس کی تکوین کا ایک ناگزیر عامل فیکٹر ہوں، میں اس دعوے سے کبھی دستبردار نہیں ہوسکتا۔ ہم تو اپنے ساتھ کچھ ذخیرے لائے تھے، اور یہ سرزمین بھی ذخیروں سے مالامال تھی، ہم نے اپنی دولت اس کے حوالے کردی اور اس نے اپنے خزانوں کے دروازے ہم پر کھول دیے، ہم نے اسے اسلام کے ذخیرے کی وہ سب سے زیادہ قیمتی چیز دے دی جس کی اسے سب سے زیادہ ضرورت تھی، ہم نے اسے جمہوریت اور انسانی مساوات کا پیام پہنچادیا۔''

مولانا آزاد نے تحریک آزادی جو کلیدی رول ادا کیا، تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ آپ کی انقلابی شخصیت آج بھی نوجوانوں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر سے آپ کی شخصیت جس طرح علم وادب کے افق پر ایک ستارہ کی طرح

نمودار ہوئی اور بہت جلد ایک مہِ کامل بن کر چھا گئی۔ الندوہ کی ادارت ہو، الہلال والبلاغ کے صحافتی کارنامے ہوں یا میدانِ کارزارِ سیاست کی معرکہ آرائی وزرم گاہِ جہد وعمل، ہر جگہ مولانا آزاد کا طرزِ فکر، نقطۂ نظر اور طرزِ عمل سب سے ممتاز رہا۔ آپ نے اپنی راہ خود بنائی اور کسی کی پیروی کو نہیں کیا۔

مولانا آزاد نے تحقیق اور استدلال کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آپ نے معقول پسندی اور عقلیت کا رویہ اپنایا۔ مذہب کے معاملے میں بھی آپ نے اپنی عمر کا طویل حصہ مطالعہ اور تلاش وتفحص میں گذارا۔ حقانیتِ اسلام کے ثابت ہونے کے بعد اس کی تعبیر وتشریح اور تبلیغ وارشاد کو اپنا مشن بنالیا۔

مولانا آزاد نے اردو ادب میں بھی اپنا ایک مقام پیدا کیا۔ آپ اپنے اسلوب کے خود موجد اور خاتم ہیں۔ آپ کی نگارشات ادب میں ادبِ عالیہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اردو کے انانیتی ادب میں آپ کا تفرد وامتیاز اہلِ نقد نے تسلیم کیا ہے اور اسے داد و تحسین سے نوازا ہے۔ آپ کی کتابوں کے علاوہ مضامین ومقالات اور خطابات بھی ادب میں ایک اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پروفیسر رضی الدین احمد نے 'نقدِ ابوالکلام' کے موضوع پر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی ہے، یہ مقالہ تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور سابق صدرِ جمہوریۂ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین کے مقدمے کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مولانا آزاد اور انانیتی ادب کے ذیل میں مفصل بحث کی گئی ہے۔ 'نقدِ ابوالکلام' میں مولانا آزاد کے فکر وفن اور آپ کی بصیرت وکمالات پر مفصل کلام کیا گیا ہے ،علاوہ ازیں مولانا آزاد کے فکر وفن کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت کے ارتقاء اور اس کے اطراف وجوانب اور متعلقات وضمنیات کا تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا گیا ہے۔

آزاد شناسی کے ضمن میں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس سلسلے میں مستند ومعتبر ذرائع خود مولانا آزاد کی کتابیں اور تحریریں ہیں، اس کے بعد آزادیات کے ماہرین ومتخصصین ہیں، جن کو لائقِ اعتبار اور قابلِ قبول سمجھا جاتا ہے، جیسے مالک رام، ہمایون کبیر، غلام رسول مہر، شورش کشمیری وغیرہ۔ اور ان کے بعد آزادیات پر بطور خاص لکھنے والوں میں مولانا شعیب عمری، مولانا اخلاق حسین قاسمی، مولانا ابوسلمان شاہجہاں پوری وغیرہ بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس فہرست میں بہت سے نام ہیں۔

سب سے اہم بات جو کسی مشہور شخصیت کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے کہ افکار ونظریات کے معروضی مطالعہ اور تجزیہ کے بغیر افراط وتفریط کا رویہ روا رکھا جاتا ہے۔ حزم واحتیاط اور دیانت کا یہ تقاضا ہے کہ عقیدت میں نہ غلو کیا جائے اور نہ ہی کسی معاند کی کسی الزام وبہتان تراشی کو قبول کیا جائے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا تعلق کانگریس سے تھا اور مولانا کے کانگریس میں ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کانگریس سے وابستہ تھی، آپ کا ایک وقار اور علمی وادبی دبدبہ تھا اور اس کے علی الرغم مسلم لیگ سے وابستہ افراد نے مسلسل مولانا کی کردارکشی کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا۔ مولانا کی امانت ودیانت، ثقاہت وتمکنت اور وقار واعتبار کو گزند پہنچانے کے لیے ایسے اوچھے حربے استعمال کئے گئے۔ اخبارات میں مضامین لکھے گئے، آپ کے خلاف الزامات و اتہامات کا ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا تاکہ مولانا آزاد کی شخصیت مجروح ہو جائے اور اس طرح سیاسی مفادات کو حاصل کیا جا سکے۔ آزاد شناسی میں اعتدال اور توازن کی بہت ضرورت ہے۔ غلو، شخصیت پرستی اور اندھی عقیدت کے تو خود مولانا آزاد سب سے

بڑے مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں مولانا آزاد نے اگر خود کہیں کسی تفرد کو اختیار کیا اور جمہور علمائے اسلام کی رائے سے اختلاف کیا، تو وہاں ہمیں بغور تامل اور تفحص سے کام لینا چاہیے۔ دلیل واستدلال کی صلابت پر معاملہ کا تمام تر دارومدار ہے۔

فکرِ آزاد کا ایک اہم پہلو آپ کا طرزِ فکر اور اجتہادی مزاج ہے، آپ تقلیدِ جامد کے خلاف تھے۔ آپ نے بلا تحقیق و تنقیح کسی بھی چیز کو اختیار نہیں کیا۔ آپ نے روایتی اسلام کے بجائے تحقیق کی شاہراہ پر چل کر حقانیتِ اسلام کا ادراک کیا۔ آپ نے دینِ کامل کے جامع تصور کو پیش کیا۔ تعلیماتِ قرآنی اور اسوۂ حسنہ کو آپ نے اپنے غور وفکر کی بنیاد واساس بنایا۔ بقول مولانا ظفر علی خان:

جہاں اجتہاد میں سَلَف کی راہ گم ہوئی
ہے تجھ کو جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے

اور اس کا مطلع یوں ہے:

مجھے بھی انتساب ہے، ادب کے اس مقام سے
ملی ہوئی ہے جس کی حد، قدم گہہِ نظام سے!

اس شعر کے بارے میں آغا شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے مولانا ظفر علی خان سے پوچھا: آپ نے جو شعر کہا ہے وہ محض قافیہ کی بندش ہے یا فی الواقع آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں؟ فرمایا: ''جو کچھ میں نے کہا، وہ لفظاً ہی نہیں معناً بھی درست ہے۔'' مطلب یہ کہ مولانا ابوالکلام آزاد اجتہاد کے اس مقامِ رفیع پر فائز تھے، جس کی ملتِ اسلامیہ کو ضرورت تھی۔

ہندوستان میں موجودہ دور میں سرکردہ قائدین اور قومی لیڈروں میں سے مختلف افراد اور شخصیات کو کسی نہ کسی طبقہ یا کسی مذہب یا کسی جغرافیائی خطہ سے مخصوص کر دیئے جانے کا رواج عام ہوگیا ہے، کہ فلاں لیڈر' فلاں کے لیے مختص ہے۔ یہ انتہائی غلط اور قابلِ تردید روش ہے۔ مولانا آزاد فی الواقع ہندوستان کے قائد ہیں اور آپ کو محض کسی مخصوص دن کے لیے، اور کسی اقلیتی طبقہ کے لیے تحدید کرنا انتہائی قابلِ مذمت ہے۔

مولانا آزاد جیسی عظیم عبقری اور نابغہ شخصیت کے ساتھ یہ ناانصافی اور بے اعتنائی کی جا رہی ہے کہ آپ کی تصانیف اور آپ کے اصل متن کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ نصابِ تعلیم میں نہ تذکرہ شامل ہے نہ غبارِ خاطر۔ نہ تو آپ کے مضامین ومقالات لائقِ التفات ہیں اور نہ ہی آپ کی تقاریر وخطبات۔

مولانا آزاد کے کماحقۂ مطالعہ کے لیے اولین ترجیح بنیادی مآخذِ متن کو دی جانی چاہیے۔ جدید علوم کے علمبردار ہوں کہ علوم دینیہ ومشرقیہ کے منّاد، سب کے لیے فکرِ آزاد بہت زیادہ اہمیت ومعنویت کی حامل ہے۔ فکرِ آزاد کی عصری معنویت کے پیشِ نظر عصری جامعات میں ''مطالعاتِ آزاد'' کے کورسس شروع کیے جائیں اور یونیورسٹیوں میں مطالعاتِ آزاد کے شعبوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ دینی مدارس اور ادارے بھی 'آزادیات' کی جانب التفات کریں اور آزاد شناسی کی جانب پیش رفت کریں، یہی وقت کی ضرورت ہے۔

SOUVENIR

131st Birth Day Celebrations of Maulana Abul Kalam Azad
Minorities Welfare Day & National Education Day
11th November, 2018

CHIEF PATRON
DR. S. MD. NAUMAN
Chirman, A.P. State Urdu Academy

CHIEF EDITOR
DR. MD. NISAR AHMED
Director/Secretary, A.P. State Urdu Academy

EDITOR
Dr. SYED VASIULLA BAKHTIARY

A.P STATE URDU ACADEMY

ANDHRA PRADESH STATE URDU ACADEMY

Design by : Suhail Graphics - 9246161020